QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

خیراتی کاموں کے مقاصد قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Objectives of charitable works Analytical study in the light of Quran and Hadith

Muhammad Saleem Sarwar
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad Campus, Faisalabad Email: saleem6464@yahoo.com
Dr.Muhammad Rizwan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad Campus, Faisalabad Email: rizwan.mahmood@riphahfsd.edu.pk

Islam is a complete religion. It not only teaches the rights of Allah but it also gives special importance to the rights of humanity. Its aim is to give respect and dignity to the lives of poor and deprived people of the society in the light of the Holy Quran and Sunnah. The privileged people of the society have made different organizations and societies to help the underprivileged and make them independent. Through self-help, pious people made wells, roads, hospitals, madrassas, in order to help the poor.

This article is an introductory study of that knowledge and in the article significance and essentiality of the purposes of shariah have been explained after detailed interpretations of these purposes. Opinions of ancient and modern experts of the concerned field of knowledge have also been incorporated. Finally, various types of objectives of shariah have been debated.

Keywords: Charitable works, Islam, Complete code, pious people.

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تعارف:

اسلام ایک کامل ضابطہ حیات ہونے کی بناء پر حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی بھی ترغیب دیتا ہے۔جس کا مقصد معاشرہ کے لوگوں کے حقوق وفرائض کا خیال رکھنا ہے۔چونکہ معاشرہ مختلف طبقات کے مجموعے کا نام ہے۔جس میں اکثریت غریب ونادر لوگوں کی ہوتی ہے۔لہٰذا اس کمزور طبقے کے ساتھ مختلف خیراتی کاموں کے ذریعے اعانت کرنے پر آخرت میں اجروثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔اوران کو مالدار اور صاحب ثروت طبقہ کی جانب سے زکوۃ وخیرات کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔رسول

اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور سیرت طیبہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دکھی انسانیت اور مفلس لوگوں کو باعزت زندگی گزارنے کے قابل بنانا آپ ﷺ کے ترجیحات میں شامل تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

اساعی علی الارملته والمساکین کالمجاهد فی سبیل الله اوکالذی یصوم النهارویقوم اللیل([1])

بیواؤں اور مسکینوں کی تکلیف کو دور کرنے والا شخص اجروثواب میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ یا اس شخص کے برابر ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے گویا کہ رفاہِ عامہ (خیراتی کاموں) میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اور مسکینوں، بیواؤں ، یتیموں، ناداروں اور معاشرہ کے پسماندہ طبقات کی مدد واعانت کی ترغیب دی گئی ہے۔

چونکہ عربی زبان میں اس مفہوم میں متعدد الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

1. رفاہ عامہ
2. انفاق فی سبیل اللہ
3. فلاحی کام

اور اردو زبان میں "خیراتی کاموں، خدمت خلق" وغیرہ کے الفاظ سے اس مفہوم کو تعبیر کیا جاتا ہے۔ مگر ذیل میں لغوی واصطلاحی مفہوم کی وضاحت میں اس کے لیے عربی میں مستعمل لفظ "رفاہِ عامہ" کی توضیح کی جاتی ہے۔

لغوی معنی: لفظ "الرفاہ" کا مطلب موافقت واتفاق ہے اور رفاء رفو سے ہے۔ جس کے معنی کپڑے کو مرمت کرنا، رفو کرنا، خوف سے تسکین دینا اور سکونت دینا بھی مراد ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: رفاهیته ورفاهیة العیش([2]) "زندگی کا خوشگوار وآسودہ ہونا"۔

فیروزاللغات کے مطابق اس کے معنی وہ کام ہے جس سے دوسروں کو آرام ملے اور سکون، آرام وچین، بہتری، بھلائی وغیرہ متعدد معانی ذکر کئے گئے ہیں۔([3]) اسی طرح لسان العرب میں رفاہ کا مطلب دفع ضرر، منفعت، مدد کرنا، اتحادواتفاق کرنا وغیرہ ذکر کیا گیا ہے۔([4]) جبکہ رفاہی اسم صفت ہے جس کا مطلب بھلائی وبہبود ہے۔ لغت نامہ کے مطابق رفاہ کے معنی خوشحالی اور فراخی بیان کیا گیا ہے: زندگانی فراخ وبه عیش زیستن([5])

لغوی معنی میں رفاہ سے مراد عوامی فلاح وبہبود اور معاشرتی امداد ہے۔ لیکن بحیثیت مسلمان ہمیں اخروی نجات کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

[1]Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā‘il, Al Jām‘ al Saḥīḥ, (Beirut: Dār Tauq an Nijāt, 2001 AD), Hadith No. 6006.

[2]Louis Ma‘lūf, Al Munjid, trans. Abdul HafĪz Balyāwī, (Beirut: Dar al Jail, 2000 AD), 300.

[3]Molvī Feroz ud Dīn, Ferōz ul Lughāt, (Lahore: Ferōz Sons, 2009 AD), 7.

[4]Ibn-e-Manzūr, Lisān ul ‘Arab, (Beirut: Dar-e-Sādir, 1990 AD), 86/1.

[5]Wasī ullah Khūkhar, Jahāngīr Urdu Lughat, (Lahore: Jahāngir Books, 2000 AD), 817.

اصطلاحی مفہوم: عصر حاضر میں خیراتی کام رفاہ عامہ یا معاشرتی فلاح وبہبود ایک اصطلاح ہے۔جو انسانیت کی خدمت واعانت کو بنیادی اہمیت دیتی ہے۔انسان پر مختلف حاجات، آفات، بیماریاں اور مصائب آتے ہیں کہ جنہیں اپنی لاچاری اور کمزوری کے باعث اپنے ابنائے جنس کے تعاون بغیر پورا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ باہمی الفت ومحبت قائم رکھنے اوراسے دوام بخشنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کہ مظلوم کی مدد کی جائے اور آفت زدہ سے تعاون کیا جائے۔([6])

رفاہ عامہ سے مراد دو قسم کی سرگرمیاں ہیں۔ پہلی جو اجتماعی مشکل میں مکمل ہوتی ہیں۔یعنی لوگ جمع ہو کر اپنے اپنے علاقے، قوم یا معاشرے میں فلاح وبہبود کے کام کرتے ہیں۔ اور دوسری قسم انفرادی حیثیت کی ہے کہ کوئی صاحب ثروت شخص اکیلے طور پر کسی علاقے یا محلے کے معاشرہ کی خدمت فلاح وبہبود کی خدمت رضاکارانہ طور پر سرانجام دیتا ہے۔([7])

مغربی ماہرین کے نزدیک سماجی خدمات معاشرے کی نہیں بلکہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔بلکہ شرعی طور پر اس سے مراد خیراتی کاموں میں حق داروں کی سماجی خدمت انفرادی اور حکومتی دونوں سطح پر پوری کرنا ہے۔([8])

قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے: وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ([9])

"اور جن کے مالوں میں سوالی اور بے سوالی سب کا حق ہے۔"

گویا کہ ہر شہری کو ضمانت دی جاتی ہے کہ زندگی جاری رکھنے کے لوازم میں سے اگر وہ کسی سے محروم ہو گا تو حکومت اور سوسائٹی اسے پورا کرنے کی ذمہ دار ہو گی۔تو لغوی اور اصطلاحی معنی میں مطابقت کو انسانیت کی فوز وفلاح اور بہبود وترقی کے تمام وسائل کو بروئے کار لانا ہے کہ وہ تمام کام جن سے انسانیت کی تعمیر اور خدمت ہو کر نا خیراتی کام تصور ہوں گے۔

مقاصد شریعت کی تعریف: علماء اسلام نے احکام شریعت کے مقاصد کی مختلف تعریفات ذکر کی ہیں، متقدمین علماء نے اس حوالے سے کوئی جامع تعریف ذکر نہیں کی ہے جبکہ متاخرین علماء نے اس پر دقیق تحقیق کر کے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ نے مقاصد شریعہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ دین کے اسرار، احکام کی مصالح اور ان کے حقائق، مخصوص اعمال کی حکمتوں اور ان کے نکات کے علم کا نام مقاصد شریعت ہے۔([10])علال الفاسیؒ لکھتے ہیں کہ شارع کی طرف سے احکام شریعت میں رکھی جانے والی حکمت مقاصد شریعت کہلاتی ہے۔([11])

ڈاکٹر نورالدین بن مختار خادمی فرماتے ہیں کہ مقاصد وہ معانی ہیں جو احکام شریعت میں پائے جاتے ہیں۔ یہ معانی جزئی

---

[6]Shāh Waliullah Dehlvī, Ḥujatullah al Bāligha, trans. Muḥammad Manzūr al Wahīdī,(Lahore: Ghulām ‘Ali Printers, 2006 AD), 119/1.

[7]Abdul Ḥalīm Muḥammad Abū Shaqah, Tehrīr al Mar’a fi ‘Asr al Risāla, trans. Khālid Saifullah,(Islamabad, Islamic Ideological Council, 2007 AD), 323.

[8]Professor Amir ud Dīn, Islām main Rifah-e- ‘āma ka Tasawūr aur Khidmat-e-Khalq, (Lahore: Al Faisal Nashīrān wa Tājirān-e- Kutub, 2002 AD), 55.

[9]Al M ‘arij:24-25.

[10]Shāh Waliullah Dehlvī, Ḥujatullah al Bāligha,(Lahore: Al Maktaba al Salafiya, 2006 AD), 3/1.

[11]‘Alāl al Fāsi, Mqasid al Shariya al Islāmiya wa Mkārimuha, (Beirut: Dar al Gharb al Islamī, 1973 AD), 7.

حکمتیں ہوں یا کلی مصالح، ان سب کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دارین میں انسانی مصلحت ہے۔([12])

ڈاکٹر یوسف قرضاویؒ لکھتے ہیں مقاصد شریعت وہ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل کی۔ رسول مبعوث کئے اور احکام کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ لہٰذا شریعت انسان کی مادی، معنوی، انفرادی اور اجتماعی مصالح کا خیال رکھتی ہے۔([13])

سابقہ تمام تعریفات مقاصد شریعت پر دلالت کرنے کے اعتبار سے ایک دوسرے کی متقارب ہیں اور یہ تمام احکام شریعت سے شارع کے مقاصد کو بیان کرتی ہیں۔ اس مفہوم کی ادائیگی کے لیے اصولیین نے مختلف الفاظ مثلاً معانی، حکم، اہداف اور غایات استعمال کئے ہیں جبکہ سب کا مدلول ایک ہی ہے اور شریعت اسلامیہ کا مقصد مکلفین کے لئے مصالح کے حصول کو یقینی بنانا ہے اور یہ مصالح جلب منفعت یا دفع ضرر یا دونوں کے مجموعہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ مقاصد شریعت کی ایک جامع تعریف ان الفاظ میں ہو سکتی ہے کہ مقاصد شریعت سے مراد وہ تمام حکمتیں ہیں جو تمام احکام شریعت میں شارع کو اپنے بندوں کے لیے مقصود ہیں۔

مقاصد شریعت کی ضرورت واہمیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی ہے اور اسی بنیاد پر اسے مکلّف ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم ذات ہے اور حکیم ذات کا کوئی کام حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا اور وہ رؤف رحیم بھی ہے اس لیے اس کے ہر فرمان میں انسان کی سعادت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ شریعت کے عمومی نصوص سے اس کی نشاندہی ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا گیا:

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ([14])

"اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔"

عام دینی احکامات کے بارے میں ارشاد ہوا:

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ([15])

"اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے۔"

نماز کے متعلق فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ ([16])

"نماز قائم فرماؤ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے"

[12] Nuruddin bin Mukhtār Khādimī, Al Ijtihād al Maqāsidī, Kitab al Umma, (Qatar: Kitāb al Umma. 1998 AD), 53/1.

[13] Yusūf al Qardāwi, Al Ijtihād fi Shariya al Islāmiya, (Kuwait: Dar al Qalam, 1996 AD), 43.

[14] Al Ambiyā: 107.

[15] Al Ma'ida:6

[16] Al 'Ankabūt: 45.

روزہ کی فرضیت کا مقصد اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ([17])

"اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔"

قصاص کی مشروعیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ([18])

"اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقل مندو کہ تم کہیں بچو۔"

احکام شریعت کی حکمتیں جاننے کی تمنا رکھنا اور اس کی ضرورت محسوس کرنا ایک انسانی فطرت ہے۔ اگر کسی مومن کو یہ حکمتیں معلوم ہو جائیں تو وہ زیادہ اطمینان اور زیادہ قوت کے ساتھ ان احکام پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ اور دوسروں تک بہتر انداز میں پہنچا سکتا ہے۔([19])

مقاصد شریعت اسلامیہ احکام اور حکم اور حاکم و محکوم کے درمیان پختہ تعلق پیدا کرتے ہیں۔ یہ شریعت اسلامیہ کے خصائص اور امتیازات کو بیان کرتے ہیں۔ اللہ کی بندگی ثابت کرتے ہیں جو سب بڑا مقصد شریعت ہے۔

خیراتی کاموں کی ضرورت قرآن کی روشنی میں:

قرآن کریم بنی نوع انسان کی بھلائی اور فلاح کے لیے نازل ہوا۔ اس کتاب کا موضوع ہی انسان اور اس کی اخلاقی اور روحانی تربیت ہے۔ اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرتا ہے اور خدمت خلق سے متعلق زرین اور قابل عمل اخلاقی و قانونی احکامات صادر کرتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیاوی سعادتوں اور اخروی فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ مثلاً متعدد مقامات پر ایثار و قربانی، اخوت و محبت، امداد باہمی اور ہمدردی و مساوات کا درس دیتا ہے۔ کہیں یتیموں کو کھانا کھلانے، کہیں مسکینوں کی امداد کرنے، کہیں مادی ضروریات کی تکمیل کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر خیراتی کاموں اور خدمت خلق کے عالمگیر پروگرام میں شمولیت صرف مردوں سے نہیں بلکہ عورتوں سے بھی ہوتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:۔

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ‌ۘ-يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ-اُولٰٓىٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُؕ-اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ([20])

" اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع

---

[17] Al Baqarah: 183.

[18] Al Baqarah: 179.

[19] Maḥmūd Aḥmad Ghazi, Muhazrāt Fiqh, (Lahore: Al Faisal Nashīrān wa Tājirān-e- Kutub, 2005 AD), 295-298.

[20] Al-Tawba:71.

کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

اللہ کی راہ میں خیر اتی کاموں کے لیے خرچ کرنے کو قرآن نے اجر عظیم قرار دیا ہے۔ مگر جو خرچ اللہ کے محتاج اور نادار بندوں پر کیا جائے اور پھر اسے جتلایا جائے تو ایسا خرچہ آخرت کے کوئی کام نہیں آئے گا۔ اگر کوئی احسان کر کے اس محتاج اور نادار کو معاشرے میں شرمندہ کرے تو اس کی عزت نفس مجروح ہو جاتی ہے اور قرآن کریم نے اس سے منع فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ([21])

"اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر"

اس وقت معاشرے میں لوگ بہت سی نوجوان غریب اور محتاج لڑکیوں سے جہیز اور دیگر لوازمات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ قرآن کریم اس کی ممانعت کرتا ہے۔ اور اسلامی حکومت کی یہ ذمہ داری قرار دیتا ہے کہ وہ غریب اور نادار لوگوں کا انتظام کرے کیونکہ غریب اور نادار اپنی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا حکومت ایسے افراد جو اپنی دولت کا ناجائز تصرف کرتے ہیں اور بُرے طریقے سے استعمال کرتے ہیں ان کے املاک کو اپنے انتظام میں لے اور نادار و محتاج کی ضروریات زندگی کا بندوبست کرے۔([22])

معاشرہ میں ایک ایسا طبقہ جو ہماری ہمدردیوں اور رعایتوں کا زیادہ مستحق ہے وہ بیماروں، معذوروں اور کمزوروں کا ہے۔ علاج معالجہ کی سہولتوں سے محروم ہیں۔ ایسے افراد کی خبر گیری اور خدمت کرنا انسانیت کا فرض ہے۔ معذور اگر فقیر اور حاجت مند ہے تو فقیر اور مسکین کے زمرے میں ہونے کی وجہ سے کھانے کا حقدار ہے۔ لہٰذا اسے دوسرے حاجت مندوں پر عذر کی بناء پر ترجیح دی جائے گی۔ نابینا، اپاہج اور دیگر معذوریوں کے باعث ان کے لیے اپنے کھانے کا بندوبست کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا قرآن کریم نے مسلمانوں کو انہیں کھانا کھلانے کی ترغیب دی اور اجازت دی ہے۔

احادیث کی روشنی میں خیر اتی کاموں کی اہمیت:

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس نے انسانوں اور دیگر مخلوقات کی بھلائی اور فیض رسانی کے لیے جتنی محنت، ہمدردی اور غم خواری کی ہے شاید دنیا کا کوئی مصلح یا خیر خواہ نے کی ہو۔ آپ نے صرف یہ خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے کام کو وعظ و تبلیغ تک محدود رکھا بلکہ ان سب کاموں پر پہلے خود عمل کر کے دکھایا یہاں تک کہ ایک فلاحی ریاست کے قیام کی کوشش کی۔ جو ہر شخص کی جان و مال اور آبرو محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ آزادی کے ساتھ باعزت روزگار کی فراہمی ممکن کر سکی۔ تاہم احادیث میں ایسے بے شمار اقوال موجود ہیں جو بظاہر معمولی نظر آتے ہیں مگر در حقیقت وہ کام بہت ہی زیادہ فائدہ مند اور دوسروں کے لیے خیر خواہی کا سبب ہے۔

1- خیر خواہی کے چھوٹے اعمال

[21]Al Baqarah: 264.

[22]Abu al 'Alā Maudūdī, Tafhīm al Qurān, (Mardān: Tafhīm ul Qurān, 2000 AD), 323/1.

یہ ایک انسانی فطرت ہے کہ دوسروں کو راحت اور آرام پہنچا کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔اور ہر باضمیر شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ دوسروں کی حاجت روائی کرے اور معاشی امداد میں حصہ لے۔جولوگ صاحب ثروت نہیں ہوتے اس کے لیے نعم البدل ذکر کر دیا گیا کہ اس پر عمل کرنا صدقہ، خیرات اور غریب کی اعانت کے برابر ہے۔مثلاً آپ نے فرمایا:

کل سلامی من الناس علیه صدقته ([23])

"ہر روز طلوع آفتاب کے بعد انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے۔"

دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے۔کسی شخص کو سواری پر سوار کرنے میں مدد کرنا صدقہ ہے۔اس کا سامان سواری پر رکھنا صدقہ۔اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے۔ہر وہ قدم جو نماز کی طرف اٹھایا جائے صدقہ ہے۔راستے سے اذیت یافتہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔

حدیث مذکورہ میں بڑی معمولی اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں کا ذکر ہے۔تاہم یہ سب صدقہ و خیرات کے برابر ہیں۔یہاں تک کہ اچھی بات یعنی نرم گفتار اور پیار و محبت کا کلام بھی صدقہ قرار دے دیا گیا ہے۔جس کا ہمارے معاشرہ میں فقدان ہے۔ہمارے بہت سے مسائل نرم اور اچھی بات کہنے پر حل ہو سکتے ہیں اور ان کا حل نبی کریم ﷺ نے بتا دیا ہے۔

2- بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری

معاشرے کے حاجت مند افراد میں بیوہ اور مساکین کی خبر گیری کرنے پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔کیونکہ یہ لوگ بھی معاشرے کے حصہ ہیں۔اوران کی امداد، کھانے پینے اور دیگر لوازمات پر توجہ دینی چاہیے۔جو لوگ تنظیموں اور سوسائٹی کے ذریعے لوگوں سے بھاگ دوڑ کر ان کی خدمت کرتے ہیں۔تو ان کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:-

"بیوہ اور مساکین کے لیے بھاگ دوڑ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو مجاہد فی سبیل اللہ ہو"۔([24])

یعنی راہ خداوندی میں جہاد اور ان محتاجوں کے لیے دوڑ دھوپ ایک سمان ہیں۔

3- حاجت مند افراد کا نکاح

معاشرتی زندگی کو پاکیزہ بنانے، رشتہ جوڑنے اور شادی کرانے والے افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو لوگ جوان لڑکے اور لڑکیوں کے نکاح اور شادی کروانے میں معاون بنتے ہیں۔ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے قرآن نے فرمایا:-

وَ اَنْکِحُوا الْاَیَامٰی([25])

"اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں۔"

ہمارے معاشرے میں بہت سے نوجوان لڑکیاں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے شادی سے محروم ہیں حالانکہ جہیز ایک لعنت ہے اور نمود و نمائش اور طمع و لالچ کی خاطر ان غریب اور حاجت مند نوجوانوں سے کوئی شادی اور رشتہ نہیں

---

[23]Al Bukharī, Al Jam'I al Saḥīḥ, (Beirut: Dar-e-Qalam, 2000 AD), Hadith NO. 2707.

[24]Al Bukharī, Al Jam'I al Saḥīḥ, Hadith No. 5353.

[25]Al Nūr: 32.

کرتا۔ آپ ﷺ نے کنوارے مرد اور عورتوں کے نکاح کروانے کی تعلیم دی۔ ہر مسلمان کو دیگر بے سہارا اور حاجت مند افراد کے لیے نکاح کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں کی شادی کرانا حدیث کی روشنی میں باعث اجر ہے۔

4- پانی پلانا

پانی انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ہے۔ 72 گھنٹے تک پانی نہ ملے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے بغیر کوئی انسان اور حیوان زندہ نہیں رہ سکتا۔ حتیٰ کہ نباتات بھی پانی کے لیے محتاج ہیں۔ پانی نعمتِ خداوندی ہے اور یہ ہماری زندگی اور اناج پیدا کرنے میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و

ۚ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا ([26])

"اور وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر کو پیدا کیا۔"

بہت سے ایسے علاقے بھی ہیں۔ جو پانی نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہوتے ہیں اور ان پر بارش بھی بہت کم ہوتی ہے اور اگر ہوتی ہے تو لوگ اس بارش کے پانی کو ذخیرہ کرکے فلش اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ بعض علاقوں میں پانی کی بہتات ہوتی ہے۔ اور لوگ اسے ضائع کرتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں پینے کے پانی کی تکلیف کے باعث سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بئر رومہ 8 ہزار دینار سے خرید کر عامۃ الناس کے لیے وقف کیا۔ جس سے مسلمان اور غیر مسلم، مشرک و کافر سب پانی پیتے تھے۔ ([27])

معلوم ہوا کہ پانی مفاد عامہ کے لیے انتہائی ضرورت اور اہمیت کا حامل ہے۔ صاحب ثروت افراد کو چاہیے کہ وہ دوسروں کا خیال رکھتے ہوئے اس قسم کے صدقہ جاری کا انتظام کریں تاکہ لوگ پیاس سے مر نہ سکیں۔ کیونکہ بغیر بھوک کے کچھ دن زندگی بچ سکتی ہے مگر پیاس سے انسان بہت جلدی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ پانی انسان کو پاک وصاف رکھتا ہے بلکہ درخت اور پودے بھی سرسبز وشاداب ہوتے ہیں۔

5۔ درخت اگانا

موجودہ دور میں اگر کوئی مفاد عامہ کا زیادہ رقم والا کام نہیں کر سکتا تو سب سے آسان اور بغیر خرچہ کا کام شجرکاری اور درخت لگانا ہے۔ کیونکہ درخت لگانے سے عامۃ الناس کو بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ رفاہی کاموں میں سے آسان ترین اور سستا ترین عمل ہے کہ انسان کسی محفوظ جگہ پر درخت لگائے تاکہ مسافر اس کے سایہ سے مستفید ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ گھنے درختوں سے آلودگی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اس وقت آلودگی کا مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کو درپیش ہے۔ اور اگر پھل دار اور میوے دار درخت لگائے جائیں تو رفاہ عامہ کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر بھی فائدے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ۚا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ

---

[26] Al Furqān: 54.

[27] Shah Mu 'īn ud Dīn, Tarīkh-e-Islām, (Karachi:H.M Saīd Company, 1998 AD), 178.

بِهِ صَدَقَةٌ ([28])

" کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔"

خیراتی کاموں کے مقاصد قرآن وحدیث کی روشنی میں:

اسلامی ریاست اور عام طبقات کی ذمہ داریوں میں یہ بات شامل ہے کہ وہ عوام کی بنیادی سہولیات کا خیال رکھے اور انہیں حتیٰ الوسع ضروریات زندگی مہیا کرے۔ اور اس کے لیے ریاست اپنے آپ کو بیدار رکھے گی۔ اور عوام کی ضروریات اور مفاد کو ان کے گھر تک پہنچانے کی کوشش کرے گی۔ اور ان کے ازالے کے لیے کوششیں کرے گی۔ بیماروں کو ہسپتال پہنچانے کے لیے ایمبولینس وغیرہ کی بآسانی دستیابی، صحت، صفائی، کھانے پینے اور زندگی گزارنے کی روزمرہ اشیاء کی سہولت دنیا اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ کیونکہ اسلام کا معاشرتی نظام خیر وصلوۃ طہارت ونظافت، اور ایثار وہمدردی وغیرہ پر قائم ہے۔ رفاہ عامہ کے کام سرانجام دینا اور بہبود انسانی کے لیے سعی وجدوجہد کرنا ایک اعلیٰ وارفع مقصد حیات ہے۔ جس سے نہ صرف دنیاوی اجر اور عزت حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ اُخروی فلاح وحصول بھی ممکن ہے۔

1۔ قرب الٰہی

جو لوگ خیراتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور عوام الناس کو فائدہ پہنچاتے ہیں در حقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ مخلوق خدا پر رحم کرتے ہیں جب آپ اللہ کی مخلوق پر رحم کریں گے تو اللہ پاک آپ پر رحمت فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ([29])

"تم زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

جن لوگوں کے پاس وسائل ہوں اور اس کے باوجود وہ کنجوسی اور بخل سے کام لے اور دوسرے مسلمانوں کی حاجت روائی نہ کرے تو ایسے شخص سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے۔

2۔ انسان دوستی

انسان انس سے ہے۔ جس کے معنی ہے محبت ودیعت کیا گیا۔ اسلام تمام مسلمانوں کے ساتھ جذبہ خیر سگالی اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتے ہوئے مسلمانوں کی تعریف فرماتا ہے کہ:

"مومن آپس میں رحم دل ہوتے ہیں۔"([30])

مغربی ممالک میں رفاہی اداروں سے صرف وہی لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں جو اسی ملک کے باشندے ہوں لیکن

---

[28]Al Bukharī, Al Jam'I al Saḥīḥ, Hadith No. 2320.

[29]Al Tarimdhī, Kitāb al Sunan, (Beirut: Dar-e-Qalam, 2000 AD), Hadith NO.1924.

[30]Al- Fataḥ: 29.

مسلمانوں نے جو ادارے قائم کئے تھے ان کے دروازے ہر ایک کے لیے کھلے تھے۔ قطع نظر اس کے اس کی قومیت کیا ہے۔ اس کی زبان کیا ہے یا اس کا مذہب کیا ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمت مسلمہ کے ہاں انسان دوستی کا تصور دوسری اقوام کے مقابلے میں زیادہ وسیع زیادہ صاف اور زیادہ ہمہ گیر ہے۔ ([31])

مواخات مدینہ انسان دوستی اور بھائی چارہ کی درخشاں مثال ہے۔ معیشت کی بنیاد مواخات پر قائم ہے۔ مواخات کا مطلب ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہے۔ لہٰذا انہیں معاشی زندگی ایسی گزارنی ہوگی جس طرح ایک صالح اور نیک کنبے کے افراد گزارتے ہیں۔ سب کا نفع و نقصان ایک ہو غریب امیر کا کوئی فرق نہ ہو خاص کر امیر غریبوں کے ساتھ رواداری پر قائم ہو۔ ([32])

3۔ طبقاتی کشمکش کی حوصلہ شکنی

دینِ اسلام اعتدال و توازن اور اخوت و مساوات کا دین ہے۔ اس میں امیر و غریب اور آقا و غلام کی کوئی اہمیت نہیں۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو غریب و نادار افراد کی مالی اعانت و امداد کا حکم دے کر طبقاتی و معاشرتی عدم مساوات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔" ([33])

ان الفاظ سے آپ ﷺ نے تمام لسانی، گروہی، علاقائی اور نسلی اختلاف کو مٹا دیا گیا ہے۔

امیر و غریب کے درمیان طبقاتی تفریق کی خلیج کو رفاہی و فلاحی سرگرمیوں نیز انفاق فی سبیل اللہ، صدقات و خیرات کے ذریعے کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ قرآن کریم نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ([34])

"اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

نبی کریم ﷺ کا اس حوالے سے ارشاد ہے:

لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا ([35])

---

[31] Humayūn ʻAbās Shams, Samajī Behbūd Talīmāt-e-Nabwi ki Roshnī main, (Lahore: Maktaba Jamal Karam, 2004 AD), 15.

[32] Dr.Nasīr Aḥmad Nāsir, Peghambar Aʻzam wa Akhar, (Lahore: Fīroz Sons, 1988AD),704

[33] Al Bukharī, Al JamʻI al Saḥīḥ, Hadith No. 2310.

[34] Al Nisā':1.

[35] Al Bukharī, Al JamʻI al Saḥīḥ, Hadith No.6066.

"حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔"

اسلام کے نظام زکوٰۃ میں یہ چیزیں واضح ہوئیں کہ احوال زمانہ کی تبدیلی سے زکوٰۃ کے مصارف میں بعض نئی چیزیں داخل ہوئیں۔ لیکن ایک چیز واضح طور پر نظر آتی ہے کہ اسلام انفرادی واجتماعی ضروریات کے تمام مقامات پر اس مال کو صَرف کر کے معاشرتی اونچ نیچ اور طبقاتی تفریق کو مٹانا چاہتا ہے۔ تاکہ اسلامی معاشرہ خوشحال اور خود کفیل ہو سکے۔([36])

4۔ مفلوک الحال طبقات کی فلاح وبہبود

زکوٰۃ کا حقیقی مقصد معاشرہ میں غریب اور مفلوک الحال طبقے کا اتنا خیال رکھنا ہے کہ غریب دائمی طور پر اس بھیک اور مانگنے کے شکنجے سے آزاد ہو جائے۔ جیسے تاجر کو مالِ تجارت، کاشتکار کو زمین اور دستکار کو اسباب ولوازمات فراہم کر دیئے جائیں تاکہ وہ عزت کی زندگی گزار سکے۔ اسلام مجبور اور بے بس انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے۔ تاکہ ان کی حاجات کی تکمیل ہو سکے۔ ایسے مفلوک الحال اور محروم طبقات کی فلاح وبہبود اور معاشرتی مساوات کا عملی مظاہرہ مدینہ کی فلاحی وخدمتی ریاست میں نظر آتا ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے معاشرہ کے محروم اور مفلوک الحال طبقات کو وہ عزت عطا کی کہ بڑے نامی گرامی خاندان کے افراد کے لیے قابل رشک بن گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نہ رنگ نہ نسب لیکن کعبہ کی چھت پر آذان کا اعزاز اور امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو سیدنا بلال کہہ کر پکارتے یہ سب تعلیمات نبوی کا نمونہ تھا۔([37])

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس طرح ان غریب غلاموں اور لونڈیوں کی آزادی پر روپیہ خرچ کرتے دیکھ کر ان کے والد نے ان کو کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کر رہے ہو۔ اگر مضبوط جوانوں کی آزادی پر تم یہی روپیہ خرچ کرتے وہ تمہارے لیے قوت وبازو بنتے، اس پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ابا جان میں وہ اجر چاہتا ہوں جو اللہ کے ہاں ہے۔"([38])

5۔ معاشرتی امن واستحکام

چونکہ اسلام امن وسلامتی کا علمبر دار دین ہے۔ جو خیر خواہی اور ہمدردی کا پیغام دیتا ہے۔ لہٰذا اسلام اپنے پروکاروں کو دوسروں کے دُکھ درد کو دور کرنے اور ان کی حاجت روائی کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کا معاشرتی نظام منصفانہ اور عادلانہ ہے۔ اس میں دوسروں کو خوشیاں بانٹنا ہی عظمت انسانی اور شرف انسانیت کا مظہر ہے۔ جو لوگ ترقی کا خواب دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود کو نفع بخش بنائیں۔ دکھی دلوں کا سکون بنیں تاکہ آشکبار آنکھیں ان کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ اپنے دامن شفقت کو حتی الامکان کشادہ کریں۔ تاکہ مصیبت زدوں کو اس کے سایہ میں پناہ مل سکے۔ منزل چل کر

[36]Humayūn 'Abās Shams, Samajī Behbūd Talīmāt-e-Nabwi ki Roshnī main, 78.
[37]Humayūn 'Abās Shams, Samajī Behbūd Talīmāt-e-Nabwi ki Roshnī main, 78-79.
[38]Abu al 'Alā Maudūdī, Tafhīm al Qurān, 365/6.

خود ان کے قدم چومے گی۔([39])

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ-لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ-فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ-كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ([40])

"نہ اندھے پر تنگی اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھپیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں کہ تمہیں سمجھ ہو۔"

ریاست مدینہ میں اسلام کے نظامِ تکافل اجتماعی کی بدولت معاشرتی فتنوں وفسادات وسازشوں کا قلع قمع ہوا۔ اور معاشرتی امن واستحکام حاصل ہوا۔ اگر معاشرہ میں اجتماعی وانفرادی بہبود کے کام کئے جائیں اور تمام مخلوق خدا کی حاجات وضروریات پوری ہوں۔ تو معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اور ترقی وعروج کے اعلیٰ مراتب تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

خلاصۃ البحث

انسان کو چاہیے کہ وہ اقوال اور اعمال ظاہرہ اور باطنہ کے ذریعے مصالح عاجلہ یا آجلہ کے حصول یا مفاسد عاجلہ یا آجلہ سے بچاؤ کا اہتمام کرے اور اس سلسلے میں افراط و تفریط سے اجتناب کرے۔ عاقل کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ وہ اپنے قول و عمل سے جلب مصلحت اور دفع مضرت کیلئے کوشاں رہتا ہے اور حقوق کی ادائیگی اصل میں اعمال صالحہ بجالانے میں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ([41])

"ہر تر جگر والی مخلوق کے ساتھ نیکی کرنے میں اجر وثواب ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کی وجہ سے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔

---

[39] Humayūn ʻAbās Shams, Samajī Behbūd Talīmāt-e-Nabwi ki Roshnī main, 109.

[40] Al Nūr: 61.

[41] Al Bukharī, Al Jamʻl al Saḥīḥ, Hadith No. 2363.

مکلفین کے ایک دوسرے پر حقوق وہ حقوق ہیں جو مکلفین کو ایک دوسرے کیلئے ادا کرنے پڑتے ہیں۔عزالدین نے ان حقوق کی ادائیگی کا ایک ضابطہ ذکر کیا ہے:

"ان حقوق کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر مصلحت واجبہ اور مندوبہ کو حاصل کیا جائے اور ہر مفسدت محرمہ اور مکروہہ سے بچایا جائے۔"([42])

حقوق العباد کا تعلق عام طور پر جان،مال اور عزت سے ہوتا ہے۔اسی لیے نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر ان کے احترام کی خصوصی تاکید کی۔آپ ﷺ نے فرمایا:۔

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ،وَأَمْوَالَكُمْ،وَأَعْرَاضَكُمْ،وَأَبْشَارَكُمْ،عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا،فِي شَهْرِكُمْ هَذَا،فِي بَلَدِكُمْ هَذَا([43])

"بے شک تمہارا خون، تمہارے مال، تمہاری عزت اور تمہاری کھال تم پر اسی طرح حرمت والے ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔"

امام عزالدین بن عبد السلام نے والدین،اولاد،زوجین،ہمسائے،مہمان،حکام اور رعایا کے باہم حقوق کا تذکرہ کیا ہے۔([44])

یہ سارے حقوق انسان کو معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہی میسر آسکتے ہیں کیونکہ ان کو دین اور اخلاق کی تائید حاصل ہوتی ہے۔

[42]‘Izuddin bin Abdul Salām, Qawa ‘id al Aḥkām, (Beirut: Dār ibn Ḥazam, 2003 AD), 155.

[43]Al Bukharī, Al Jam‘I al Saḥīḥ, Hadith No.7078.

[44]‘Izuddin bin Abdul Salām, Shajrah al M‘arif wal Aḥwal, (Beirut: Dār ibn Ḥazam, 2003 AD), 172.

مصادرو مراجع

- القرآن
- ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1990ء
- امیر الدین، پروفیسر، اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور اور خدمت خلق، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، 2002ء
- البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاہ، بیروت، 1422ھ
- الترمذی، ابو عیسیٰ محمد ترمذی، سنن ترمذی، مکتبہ البشریٰ، کراچی، 2008ء
- السجستانی، ابو داؤد سلیمان ابن اشعث، سنن ابو داؤد، دار الجیل، بیروت، 1422ھ
- النسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، مصطفی البابی، الحلب، 2000ء
- الیوبی، محمد سعد، ڈاکٹر، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ وعلاقتھا بالادلۃ الشریعۃ، دار الھجرۃ، الریاض، 2002ء،
- خادمی، نور الدین بن مختار، الاجتھاد المقاصدی، کتاب الامہ، عدد 66، قطر، 1998ء
- دہلوی، احمد بن عبد الرحیم، شاہ ولی اللہ، حجتہ البالغہ، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، 2006ء
- دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجتہ اللہ البالغہ (مترجم محمد منظور الوحیدی)، غلام علی پرنٹرز، لاہور، 2006ء
- شاہ معین الدین، تاریخ اسلام، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، س۔ن
- عز الدین بن عبد السلام، شجرۃ المعارف والاحوال وصالح الاقوال والاعمال، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، س۔ن
- عز الدین بن عبد السلام، قواعد الاحکام فی اصلاح الانام، دار ابن حزم، بیروت، 2003ء
- علال فاسی، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ ومکارمھا دار الغرب الاسلامی، 1393ھ
- علامہ بیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی، شعب الایمان، مکتبۃ الرشد، ریاض، 2003ء
- غازی محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات فقہ، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، 2005ء
- فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز، لاہور، س۔ن
- قرضاوی، ڈاکٹر یوسف، الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیۃ، دار القلم للنشر والتوزیع، الکویت، 1417ھ
- لولیس معلوف، المنجد (مترجم ابو الفضل عبد الحفیظ بلیلاری)، دار الجیل، بیروت، 2000ء
- محمد ابو شقہ، عبد الحلیم، تحریر المرأہ فی عصر الرسالۃ (مترجم محمد خالد سیف اللہ)، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، 2007ء
- مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، تفہیم القرآن، مردان، 2000ء
- نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر، پیغمبر اعظم واخر، فیروز سنز، لاہور، 1988ء
- ہمایوں عباس شمس، سماجی بہبود تعلیمات نبوی کی روشنی میں، مکتبہ جمال کرم، لاہور، 2004ء
- وصی اللہ کھوکھر، جہانگیر اردو لغت، جہانگیر بکس، لاہور، 2000ء